REGD. NO. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ ۔ تار کا پتہ ۔ ڈیلی الفضل ربوہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ربوہ

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

یوم چہار شنبہ ۔ خطبہ نمبر ۸

فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

جلد ۵۱/۱۶ ۔ ۷ امان ۱۳۴۱ ہش ۔ ۷ مارچ ۱۹۶۲ء ۔ نمبر ۵۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۶ مارچ بوقت ۹ بجے صبح

کل شام کو بھی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کو ضعف اور گھبراہٹ کی شکایت رہی۔ حضور حسب معمول شام کو سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔

اٰمین اللّٰھم اٰمین

میں نے ملک کو ایک آسان، واضح اور متوازن آئین دینے کی پوری کوشش کی ہے

اب یہ عوام کا کام ہے کہ وہ اس پر صحیح جذبے سے عمل کریں ۔ صدر ایوب کا بیان

راولپنڈی ۶ مارچ۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے کل یہاں پھر کہا کہ میں نے ملک کو ایک آسان، واضح اور متوازن آئین دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ اور اب یہ عوام کا کام ہے کہ وہ اس پر سیدھے سادھے طریقے اور صحیح جذبہ سے عمل کریں۔ صدر نے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ کتابی اصولوں کے چکر میں نہ پڑیں بلکہ حقائق اور اپنے ملکی مسائل کو مد نظر رکھیں۔ — صدر ایوب نے کل صبح ایوان صدر میں کئی وفود سے ملاقات کے دوران یہ باتیں کہیں۔ ان وفود نے جن میں ہر طبقہ خیال کے لوگ شامل تھے صدر کو نئے آئین پر مبارکباد پیش کرنے کے لئے ملاقات کی تھی۔ صدر نے وفود کو بتایا کہ میں نے عوام کو ایک ایسا آئین دینے کی کوشش کی ہے جو ان کی بہتری کی راہ میں روکاوٹ نہیں بنے گا بلکہ خرابیوں کو روکنے کے قابل ہے۔

سب سے پہلے راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے وفد نے چوہدری فضل حق کی قیادت میں صدر سے ملاقات کی۔ اس وفد کے ایک رکن نے جب اسلامی نظریات کی مجوزہ کونسل کی مشاورتی حیثیت کے بارے میں ایک سوال کیا تو صدر ایوب نے جواب دیا کہ کسی ادارے کو عوام کی نمائندہ منتخب اسمبلی پر مسلط کرنا ایک غلط اقدام ہوگا۔ صدر نے کہا کہ موجودہ معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا کام بتدریج ہوگا۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ اس مقصد کے لئے صبر سے محنت کریں۔ اس کے بعد گورڈن کالج راولپنڈی کے پرنسپل اے سے ڈسکوی کی زیر قیادت مقامی اقلیتوں کے ایک وفد نے صدر سے ملاقات کی اور صدر کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ نئے آئین میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہو گئے ہیں۔ اقلیتوں کے وفد میں ہندو سدھار سبھا کے صدر چوہدری حکم چند اور عیسائیوں اور ہندوؤں کے دیگر پانچ لیڈر بھی شامل تھے۔

مقامی خواتین سوشل ورکروں نے صدر سے ملاقات کے دوران انہیں ہار پہنائے اور شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے عوام سے اور خاص طور پر خواتین سے کئے گئے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا۔ اس وفد میں بیگم امتیاز منٹو، بیگم عزیز اللہ، ڈاکٹر مس سلمیٰ گلزار اور ایک سابق نائب وزیر بیگم ممتاز جمال شامل تھیں۔ صدر ایوب نے علماء کے وفد سے ملاقات کے دوران ان سے کہا کہ وہ اسی جذبہ سے آئین پر عمل درآمد کریں کہ جس جذبہ سے یہ لوگوں کو پیش کیا گیا ہے۔

"کشمیر کا مسئلہ پُرامن ذرائع سے حل کرنے کی ہر امکانی کوشش کی جائیگی"

"ملک میں جمہوری ادارے قائم کرنیکا زبردست منصوبہ شروع کیا جائیگا" (ذوالفقار علی بھٹو)

حیدرآباد ۶ مارچ۔ ایندھن بجلی قدرتی وسائل اور امور کشمیر کے وزیر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے یقین دلایا ہے کہ مسئلہ کشمیر کو پُرامن طور پر حل کرانے کے لئے ہر امکانی کوشش کی جائیگی ماضی میں اس اہم مسئلہ کو حل کرانے میں اس لئے تاخیر ہوئی تھی کہ سابق حکومتوں کے عہد میں ملک داخلی استحکام سے محروم تھا۔

مسٹر بھٹو نے کل یہاں پہنچنے کے بعد اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت گزشتہ ساڑھے تین برس کے اندر ملک کے داخلی حالات کو سدھارنے کی ثابت قدمی سے کوشش کرتی رہی ہے۔ انہوں نے صدر ایوب کا یہ قول دہرایا کہ اگر بنیاد مضبوط اور محفوظ ہوگی۔ تو اس سے بہت سے مفید نتائج برآمد ہوں گے۔ مسٹر بھٹو یہاں بالخصوص طبقہ بنیادی جمہوریتوں اور عوام کے نمائندوں سے ملاقات کر کے نئے آئین کی خصوصیات کی وضاحت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے حالات اب معمول پر آ گئے ہیں۔ اس لئے پاکستان جمہوری اداروں کے قیام اور انہیں چلانے کا محب وطن نمائندوں کو موقعہ دینے کا ایک زبردست منصوبہ شروع کر رہا ہے۔

پٹاخے پھٹنے سے ۱۹ افراد ہلاک، مجروح

تہران ۶ مارچ۔ کل رات تہران کے ایک مکان کے تہ خانے میں ایک لاکھ سے زائد پٹاخے پھٹے پولیس کے بیان کے مطابق اس حادثہ میں سترہ افراد ہلاک اور دو مجروح ہوئے۔ پانچ مکان بھی مسمار ہو گئے۔ ایک اور خبر کے مطابق اس حادثہ میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۹ اور مجروح ہونے والوں کی تعداد ۲ بتائی گئی ہے یہ آتش بازی جشن نوروز کے لئے تیار کی گئی تھی۔

نماز تراویح میں قرآن مجید کا دور

ربوہ ۶ مارچ۔ کل یہاں ۲۸ رمضان کی رات کو مکرم حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال تحریک جدید نے "مسجد محمود" میں اور مکرم حافظ شفیق احمد صاحب نے مسجد دارالرحمت میں نماز تراویح کے دوران قرآن مجید کا ایک ایک دور مکمل کر لیا۔ مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل جو مسجد مبارک ربوہ میں نماز تراویح پڑھا رہے ہیں قرآن مجید کا دور آج رات مکمل کریں گے۔

طیارے کے حادثہ میں ایک سو گیارہ افراد ہلاک

ڈوالا (کیمرون) ۔ ۶ مارچ۔ کل رات یہاں برطانوی فضائی کمپنی کیلے ڈونین ایرویز کا ایک طیارہ گرنے سے ۱۱۱ افراد ہلاک ہو گئے ہیں یہ طیارہ ڈوالا کے ہوائی اڈے سے پرواز کرنے کے تھوڑی ہی دیر بعد گر کر تباہ ہو گیا۔ فضائی کمپنی کے ایک ترجمان نے کل لنڈن میں بتایا کہ یہ طیارہ جس میں ایک سو مسافر اور عملہ کے گیارہ ارکان سوار تھے موزمبیق سے لکسمبرگ جا رہا تھا۔ جہاز کے تباہ شدہ ڈھانچے کا پتہ لگا لیا گیا ہے۔ طیارے کی ٹنکی ایک چھوٹے سے نالے میں پڑی دیکھی گئی مسخ شدہ لاشیں جھاڑیوں میں پھنسی ہوئی تھیں۔ ایک مقامی بوٹ کلب کے رضاکار حادثہ کے موقعہ پر پہنچے۔ انہوں نے وہاں کسی شخص کو بھی زندہ نہیں پایا۔ طیارے نے ڈوالا کے ہوائی اڈے سے جو شرول لیا تھا وہ قریباً ایک مربع میل رقبہ پر پھیل گیا۔ ایک گھنٹے میں چھتمن

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل ایل۔بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ عید الفطر

اپنے قلوب میں محبت الٰہی کی چنگاری پیدا کرو کہ

یہی وہ تحفہ ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر سکتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۷ جولائی ۱۹۵۰ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ عید الفطر ہے جو احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس خطبہ کا خلاصہ انہی دنوں الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۵۰ء میں شائع ہو گیا تھا مگر اصل خطبہ تا حال شائع نہیں ہوا تھا۔ اب عید الفطر کی تقریب سعید پر یہ غیر مطبوعہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے +

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا میں

کئی قسم کے انسان

ہوتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی طبائع پائی جاتی ہیں۔ کوئی ایسے ہوتے ہیں جن کے دل اتنے سخت ہو چکے ہوتے ہیں کہ غم اور خوشی۔ نیکی اور بدی اور ترقی اور تنزل کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اُن کے لئے عید اور محرم یکساں گذرتے ہیں۔ اگر وہ شیعہ ہیں تو وہ یہ محسوس نہیں کرتے کہ یہ ایام محرم کے ہیں اور اگر سُنّی ہیں تو وہ یہ محسوس نہیں کرتے کہ یہ ایام عید کے ہیں۔ رسماً یا رواجاً اگر کوئی تبدیلی اُن کے اندر پیدا ہو جائے تو وہ ان کے بیوی بچوں کی طرف سے ہوتی ہے مثلاً اُسے نئے کپڑے پہنا دئے یا اچھے کھانے کھلا دئے۔ ورنہ ایسا شخص اپنی ذات میں ہی محو رہتا ہے اور اپنے اردگرد دیکھنے کا عادی نہیں ہوتا اور کوئی اتنے حساس ہوتے ہیں کہ سال کا سال ان کے لئے محرم کا دن ہوتا ہے یا عید کا دن ہوتا ہے۔ مرنے والے مر رہے ہوتے ہیں اور وہ ہنس رہے ہوتے ہیں۔ ہنسنے والے ہنس رہے ہوتے ہیں اور وہ رو رہے ہوتے ہیں۔

مجھے یاد ہے

جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ ہمارے ایک مزارع کی بیوی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے پاس علاج کے لئے آیا کرتی تھی۔ میں ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ سے پڑھا کرتا تھا۔ وہ عورت بلاوجہ ہنستی چلی جاتی تھی اور بلاوجہ روتی چلی جاتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ آؤ میاں تمہیں اس عورت کی بیماری بتائیں۔ یہ ہسٹیریا کا مرض ہے۔ قریب عرصہ میں جب طاعون پڑی تھی اس عورت کے دو تین رشتہ دار مر گئے تھے۔ آپ اسے مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ بی بی اس طاعون میں کیا تیرا باپ مرا تھا۔ اس پر وہ قہقہہ مار کر کہنے لگی جی میرا باپ طاعون سے مر گیا تھا۔ دوسرا شاید بھائی یا بیٹا تھا۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ اُس کے متعلق

جب سوال کیا گیا

تو اُس عورت نے پھر قہقہہ مار کر کہا۔ میرا بھائی یا بیٹا بھی طاعون میں مر گیا ہے۔ تیسرے کے متعلق جب پوچھا تب بھی اس نے قہقہہ مار کر جواب دیا۔ جی وہ بھی مر گیا ہے۔ گویا ایسے سامنے کتنے ہی غم کی بات کرو۔ دوسرے شخص کو اُس کے صدمہ پر رونا آجاتا مگر وہ ہنس دیتی۔ پھر بعض دفعہ انسان ہر بات میں روتا ہے کہیں وہ مہمان جاتا ہے۔ لوگ اس کی خاطر تواضع کرتے ہیں تو اس کی آواز بھرائی ہوئی ہوتی ہے۔ لوگ اس کا ادب کرتے ہیں اور ان کی آواز میں لرزش پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو سمجھدار ہوتے ہیں اور سمجھدار ہونے کے لحاظ سے وہ اپنے جذبات کو مناسب موقعہ پر استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آگے ان کے جذبات چونکہ بعض مذہبی یا اخلاقی غلطیوں کی وجہ سے مجروح ہوتے ہیں اس لئے ان کے

جذبات میں تفاوت

نظر آتا ہے۔ ایک شخص کے اندر رحم اور غضب دونو پائے جاتے ہیں۔ وہ رحم کے موقعوں پر رحم بھی کرتا ہے اور غضب کے موقعوں پر غضب بھی۔ لیکن بعض دفعہ زیادہ مستحق اُن کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں محبت اور قربانی پائی جاتی ہے لیکن وہ اپنی توجہ اور محبت کا مرجع اپنی بیویوں کو بنا لیتے ہیں۔ دوسری طرف مائیں بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں لیکن ان کی توجہ ادھر نہیں ہوتی۔ اُن کی محبت کے سارے احساسات بیوی کے لئے ہوں گے۔ بیوی بیمار ہو گی تو اُن میں غم کے جذبات پائے جائیں گے اور وہ اُس کے لئے قربانی بھی کریں گے اور اگر وہ خوش ہو گی تو وہ خوش ہوں گے۔ لیکن اگر ماں کراہ رہی ہو گی تو اس کی خدمت اور

قربانی کا جوش

ان کے اندر پیدا نہیں ہو گا اور کئی لوگ ایسے ہوں گے کہ اُن کے اندر اولاد کی محبت شدّت سے پائی جائے گی لیکن اولاد پیدا کرنے والی کو وہ پوچھیں گے بھی نہیں۔ وہ صرف اولاد کو اٹھائے پھریں گے۔ پھر بعض کو بیویوں سے شدید محبت ہوتی ہے اور اولاد سے محبت نہیں ہوتی۔ کوئی اپنے بھائیوں کو بھول جاتا ہے۔ کوئی عائلی محبت کو اتنی ترجیح دیتا ہے کہ وہ خاندان کی عزّت کے لئے سب کچھ کر گزرتا ہے وہ اُس کے لئے دوسروں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ غرض جو لوگ صحیح الخیال ہوتے ہیں۔ اخلاقی اور مذہبی کمزوری کی وجہ سے ان کی محبت اور قربانی کے احساسات میں بھی امتیاز پایا جاتا ہے کوئی ایک طرف زیادہ مائل ہو جاتا ہے اور کوئی دوسری طرف۔ مومنوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اُن میں کوئی کامل مومن ہوتا ہے اور کوئی ادنیٰ درجہ کا مومن ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ آؤ میں تمہیں

تین آدمیوں کی ایک مثال

بتاؤں۔ تین آدمی ایک پہاڑی پر سے گذر رہے تھے کہ طوفان آیا۔ بجلی کڑکی اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ بجلی کہیں ہم پر نہ گر جائے۔ وہ تینوں ایک غار کے اندر گھس گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بجلی ایک پتھر پر پڑی اور وہ پتھر لڑھک کر غار کے منہ پر آرہا۔ اور وہ اندر بند ہو گئے۔ وہ پتھر سینکڑوں من وزنی تھا جس کا پرے ہٹانا اُن تینوں کے بس کی بات نہ تھی۔ باہر ہوتے تو شاید بجلی گرنے سے اُن میں سے ایک یا دو مرتے۔ اب تینوں ہی گویا مر گئے کیونکہ وہ اس غار سے نکل نہیں سکتے تھے۔ کسی گذرنے والے کا اس طرف ذہن بھی نہیں جا سکتا تھا کہ یہ لوگ غار کے اندر پہلے گئے ہیں اور پتھر بعد میں غار کے منہ پر آگیا ہے تا کہ وہ اُن کے

22

بچاؤ کی کوئی تدبیر

اختیار کر سکتا۔ وہ تینوں بہت گھبرائے آخر ان میں سے ایک کا ذہن اس طرف گیا کہ آؤ ہم دعا کریں اور ہم میں ہر ایک اپنی کسی نیکی کو جو اس کے ذہن میں سب سے بڑی نیکی ہو اس کا واسطہ دے کر خدا تعالےٰ سے التجا کرے کہ اے خدا اگر میں نے وہ نیکی محض تیری رضا کی خاطر کی ہے تو مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم کرتے ہوئے میری نجات کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک نیکی چنی اور

خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی

اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں غریب ہوں اور چند بکریاں میرے پاس ہیں میں انہیں جنگل میں چرانے لے جاتا ہوں اور شام کو گھر واپس جا کر ان کا دودھ دوہتا ہوں اور وہ دودھ خود بھی پیتا ہوں اور اپنے بیوی بچوں کو بھی پلاتا ہوں۔ انہی بھیڑ بکریوں کی اُون سے ہم کپڑا بُن لیتے ہیں۔ ان کے علاوہ نہ میری کوئی جائیداد ہے اور نہ میرے پاس کوئی دولت ہے۔ پھر اے خدا تو نے اس غریب کے ماں باپ کو بھی زندہ رکھا ہے مجھ سے جہاں تک ہو سکا میں نے تیرے اس حکم کو مدنظر رکھا ہے کہ ماں باپ کو اپنے بیوی بچوں پر مقدم رکھو۔ میں اس درجہ کے مطابق ہی ان کی خدمت کرتا رہا ہوں اے خدا تجھے معلوم ہے کہ

ایک دفعہ ایسا ہوا

کہ میں جنگل میں بکریاں چرانے گیا تو شام کو واپس آنے میں دیر ہو گئی۔ میرے بڈھے ماں باپ نیند کی برداشت نہ کر سکے اور وہ سو گئے۔ جب میں گھر پہنچا تو میری بیوی اور میرے بچے منتظر بیٹھے تھے انہوں نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میری بیوی نے مجھے کہا بچے بھوکے ہیں۔ دودھ دوہ دو تا انہیں پلاؤں۔ میں نے کہا پہلا حق ماں باپ کا ہے۔ پہلے میں انہیں دودھ پلاؤں گا اور پھر تمہاری باری آئے گی۔ اے میرے رب میں نے دودھ کا ایک پیالہ بھرا اور اپنے ماں باپ کے بستر کے پاس گیا۔ تا انہیں بیدار کر کے دودھ پلاؤں

پھر مجھے خیال آیا

کہ اگر انہیں جگایا تو انہیں تکلیف ہو گی اس لئے یہ آپ ہی جاگیں گے اور انہیں دودھ پلاؤں گا۔ اے میرے ربّ میں ان کے بستر کے پاس کھڑا رہا اور ساری رات گذر گئی۔ میرے بچے بلبلا بلبلا کر سو گئے اور میری بیوی بُڑبُڑاتی بُڑبُڑاتی سو گئی کہ کتنا سنگدل انسان ہے کہ بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے ہیں اور وہ اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں دیتا۔ میرے ماں باپ جب صبح اٹھے تو میں نے انہیں دودھ پلایا اور پھر اپنے بیوی بچوں کو پینے کے لئے دیا۔ اے میرے رب اگر میری یہ نیکی صرف تیرے ہی لئے تھی اور اس میں دنیا کی کوئی ملونی نہیں تھی اور میرا یہ عمل

محض تیری رضاء کے لئے تھا

تو میں اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری نجات کی کوئی صورت پیدا فرما۔ اس نے یہ دعا کی ہی تھی کہ بجلی دوسری بار چمکی اور اس پتھر پر گری جس پر اس کا تیسرا حصہ غار کے منہ سے پرے ہٹ گیا۔ اسی طرح باقی دو نے بھی دعائیں کیں اور ان کی دعا کے نتیجہ میں پتھر کا تیسرا تیسرا حصہ غار کے منہ سے ہٹتا گیا اور آخر غار کا منہ کھل جانے پر وہ آزاد ہو گئے۔

میرے مضمون کے ساتھ ان تینوں میں سے صرف

پہلے شخص کی دعا

کا ہی تعلق ہے۔ لوگوں میں اپنے رشتہ داروں کے لئے محبت اور قربانی کے جذبات بے شک ہوتے ہیں۔ مگر کتنے ہیں جو ماں باپ کی عزت کرتے ہیں۔ بعض تو یہی خیال کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کے اخراجات سے کیا کچھ بچتا ہے کہ ماں باپ کو دیا جائے یا پھر افسوس کا اظہار کر دیتے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کی کچھ خدمت نہیں کر سکے۔ حالانکہ بات معمولی ہوتی ہے۔ صرف نقشہ الٹنا ہوتا ہے۔ اگر خدمت کا نقشہ الٹ جائے تو اخلاق قائم ہو جائیں۔ مثلاً الف۔ ب اور ج تین افراد ہیں۔ الف ب کی خدمت کرتا ہے اور ب ج کی خدمت کرتا ہے اور یہ اخلاق بنتے ہیں۔ اگر یہ نقشہ الٹ جائے کہ ج۔ ب کی خدمت کرے اور ب الف کی خدمت کرے۔ تو خدمت بھی ہو جاتی ہے اور اخلاق بھی قائم رہیں۔ صرف ارادہ بدلنے کی دیر ہے۔ اور اگر ارادہ بدل جائے گا تو خدمت ساروں کی ہوتی رہے گی۔ نہ ماں باپ خدمت سے رہ جائیں گے اور نہ بیوی بچے۔ لیکن نقشہ بدل جائے گا۔

غرض انسان کے اخلاق میں مختلف جذبات ہیں۔ لیکن سب اخلاق میں سے جو زیادہ قیمتی ہے وہ

خدا تعالےٰ کی محبت

ہے۔ ہم دوسری تمام چیزوں کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں ترجیحی سلوک کر دیتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے متعلق ہمارا سلوک بہت ہی کم ترجیحی ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ زبان پر ذکر بہت ہوتا ہے گو بعض کی زبان پر بھی ذکر نہیں ہوتا لیکن بہتوں میں ہوتا ہے۔ مگر یہ ذکر بھی زبان تک رہ جاتا ہے نیچے نہیں جاتا۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک یہودی عالم تھا وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی باتیں سنتا رہا۔ باتیں سننے کے بعد اس کے بھائی نے اس سے پوچھا بتاؤ تم نے کیا نتیجہ نکالا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ جو باتیں اس نے کی ہیں۔ وہ تو سچی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیاں بھی سچی معلوم ہوتی ہیں لیکن (گلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) اس کی تعلیم صرف یہاں تک رہ جاتی ہے اس سے نیچے نہیں جاتی۔ اور جب تک میری جان میں جان ہے میں نہیں مانوں گا۔ اس کے بھائی نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔ پس بعض چیزیں صرف گلے تک رہ جاتی ہیں نیچے نہیں جاتیں۔ زبان تو اوپر کے حصہ میں ہے دل کے اندر نہیں۔ اس لئے زبان دماغ کے تابع ہوا کرتی ہے۔ انسان باتیں کرتا رہتا ہے اور لوگ دھوکہ کھاتے رہتے ہیں۔ زبانیں ایک بات کہتی ہیں لیکن دل اس کی بہت کم اتباع کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا بعض دفعہ غیر مومن کی زبان سے بھی حکمت کی بات نکل جاتی ہے۔ لیکن مومن کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ

یہ حکمت کی بات

مومن نے کہی ہے یا کافر نے اسے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر اچھی بات اس کی ملکیت ہے اور جب ہر اچھی بات اس کی ملکیت ہے تو وہ جہاں کہیں بھی اسے پائے اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ کہاں کی عقل ہے کہ حکمت کی بات الف نے کی لیکن ب کہتا ہے کہ میں یہ حکمت کی بات نہیں لیتا۔ تمہاری بکری کوئی دوسرا شخص چھین لیتا ہے تو وہ تم واپس لے لیتے ہو۔ لیکن حکمت کا کلمہ جو اس سے بھی زیادہ قیمتی ہے وہ نہیں لیتے۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا فرمایا حکمت کی جو بات ہوتی ہے وہ مومن کی ملکیت ہے۔ حکمت کی بات اگر اسے اگر کسی کافر کے پاس سے بھی مل جائے تو وہ اُسے چھوڑا نہیں کرتا گویا جہاں بھی اسے کوئی کلمہ حکمت ملتا ہے وہ لے لیتا ہے

میں جب انگلینڈ گیا

تو کسی انگریز نے مجھے ایک کتاب بطور تحفہ دی۔ وہ کتاب کسی امریکن شاعرہ کی تھی۔ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ میری ایک بیوی بھی میرے پاس تھیں۔ مجھے خیال آیا کہ کسی نے یہ کتاب مجھے بطور تحفہ دی ہے میں اسے پڑھ ہی لوں۔ چنانچہ میں نے وہ کتاب پڑھی۔ اس کافرہ کے منہ سے مومنانہ باتیں نکلی ہوئی تھیں وہ شاعرہ نظم میں اگلے جہاں کا نقشہ اس طرح پیش کرتی ہے کہ گویا

قیامت کا دن آگیا

ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے سامنے سوال و جواب ہو رہا ہے۔ کچھ لوگ خدا تعالےٰ کے سامنے آئے۔ اور انہوں نے موتیوں اور ہیروں اور اشرفیوں کے ڈھیر اُس کے قدموں میں ڈال دئے۔ اسی طرح وہ اور بھی کچھ مادی چیزیں بیان کرتی ہے اور کہتی ہے میں ایک گوشہ میں کھڑی حیران تھی کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ میری باری آئے گی تو میں خدا تعالےٰ کو کیا تحفہ دوں گی۔ آخر یہ سارے کے سارے لوگ جب چلے گئے تو

مجھے آواز آئی

کہ آگے آ۔ مَیں خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئی اور اس کے قدموں میں روتی ہوئی گر گئی۔ مَیں نے کہا اے اللہ میرے پاس سوائے ان چند آنسوؤں کے اور کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اوپر اٹھالیا اور کہا میرا رب سے قیمتی تحفہ آج کے یہ آنسو ہیں۔ یہ کلمۂ حکمت تھا جو ایک عیسائی عورت کے منہ سے نکلا۔ ایک عیسائی کی فطرت بھی خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہے اور کبھی کبھی وہ اپنے احساسات اور جذبات سے آزاد ہو کر فطرت کی طرف لوٹتا ہے۔ اور جب وہ فطرت کی طرف جاتا ہے۔ تو وہ ویسا ہی ہمارے قریب ہوتا ہے۔ جیسے ایک مومن۔ وہ فطرت کے نوروں کو پڑھتا ہے اور ان نوروں کو سامنے لا کر رکھ دیتا ہے۔

مجھے یہ واقعہ پڑھے ۲۶ سال کے قریب گذر گئے ہیں مگر اب بھی اس بات کا مجھ پر گہرا اثر ہے کہ اس عورت نے کیسی لطیف بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو انسان کے تعلقات ہیں وہ مقدم ہیں اور انہیں مقدم رکھنا چاہیئے افسوس ہے کہ اب بہت کم انسان ہیں جو انہیں مقدم رکھتے ہیں۔ یا حقیقی طور پر انہیں مقدم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں اور انہیں جنت دے دی ہے۔ پس یہاں تحفہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک سودا ہے جو خدا سے ہوا اور جس کے بدلہ میں اس نے مومنوں کو جنت دے دی۔ اس حسن شاعرہ نے جو بات کہی ہے وہ صرف فطرت تک رسائی رکھنے کی وجہ سے اس کی زبان سے نکلی ہے۔ مگر قرآن کریم دل کی بات کہتا ہے۔ اس عورت نے یہ محسوس کیا کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر طاقت ور نے اپنی طاقت پیش کر دی مالدار نے اپنی دولت پیش کر دی۔ لیکن میرے پاس سوائے چند آنسوؤں کے پیش کرنے کے کچھ بھی نہیں۔ لیکن

قرآن کریم کہتا ہے

یہ تو ایک سودا ہے۔ ہم اسے تحفہ نہیں کہہ سکتے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے پاس اپنی بھینس ۲۰۰ روپیہ پر بیچ دے۔ اور خریدار ۲۰۰ روپے کی رقم بیچنے والے کی بیوی کو دے کر کہے کہ اپنے خاوند کو کہنا کہ فلاں شخص یہ تحفہ دے گیا ہے تو کتنی احمقانہ بات ہوگی۔ وہ ۲۰۰ روپیہ تو بھینس کی قیمت ہے۔ وہ تحفہ کس طرح ہو سکتا ہے اسی طرح قرآن کریم کہتا ہے ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ خدا تعالیٰ نے تمہارے جان و مال خرید لئے ہیں۔ اور وہ اس کے بدلہ میں تمہیں جنت دے گا۔ گویا

یہ مال و جان جنّت کی قیمت

ہے اور اسے تحفہ وہی شخص کہہ سکتا ہے جو کہہ دے کہ مَیں جنت میں نہیں جاتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہنے کے لئے تیار ہو کہ مَیں جنت میں نہیں جاتا تو ایک حد تک اس کا یہ حق ہوگا کہ وہ انہیں تحفہ کہہ سکے گو غالب والی بات پھر بھی آجائے گی کہ

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

وہ جان جو ہم نے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کی وہ کیا تھی خدا تعالیٰ کی ہی دی ہوئی تھی۔ پھر اس کی دی ہوئی چیز کو واپس کر کے ہم نے کونسا احسان کیا ہے مگر جہاں تک سودا کا سوال ہے اور جہاں تک قرآن کریم کی آیت بتاتی ہے۔ یہ صاف بات ہے کہ ہمارے جان و مال کے بدلہ میں ہم نے جنت لے لی۔ تو پھر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں نے جان و مال تحفہ میں دیئے ہیں۔ وہ تو بطور قیمت دیئے گئے ہیں اور جو چیز بطور قیمت دی جائے وہ تحفہ نہیں کہلا سکتی۔

درحقیقت تحفہ وہی ہے جو اس عورت نے پیش کیا۔ اس کے اندر جو عشق الٰہی کی گرمی تھی اور جو آنسو اس نے بہائے تھے وہی اصل تحفہ تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کی جانے والی چیز وہی محبّت ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ کے عشق میں گداز کر دیتی ہے اور گرمی کی وجہ سے دل کی رطوبت گیس بن کر اڑتی اور آنسو بن کر ٹپک پڑتی ہے۔ لیکن یہ آنسو بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ہر آنسو قبول نہیں ہوتا۔ جیسے ہر موتی سچا نہیں ہوتا۔ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔ ہر پھل کی شکل رکھنے والی چیز کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ پھل مٹی کے بھی بنائے جاتے ہیں اور رنگلے پتھر بھی نقلی ہوتے ہیں۔ پھر چمکنے والی چیز ملمع کی بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح آنسو حقیقی بھی ہوتے ہیں اور مصنوعی بھی۔

کون کہہ سکتا ہے

کہ آنکھوں سے بہنے والا آنسو صرف دنیا کو دکھانے کے لئے ہے یا اس کی بے خودی کی علامت ہے۔ جب ایک پکنے والی ہنڈیا سے بخار تیزی سے نکلتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ڈھکنا بخارات کو روک نہیں سکتا۔ مگر کبھی تم خود بھی پانی کا لوٹا اپنے ہاتھ سے بہاتے ہو۔ اور جب تم پانی کا لوٹا بہاتے ہو۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ لوٹا اس پانی کو روک نہیں سکتا بلکہ تم خود اسے بہاتے ہو۔ لیکن جب بخارات زور سے ہنڈیا سے باہر نکلتے ہیں اور ڈھکنا پرے پھینک دیتے ہیں تو تم کہتے ہو ڈھکنا بخارات کو روک نہیں سکتا۔ اس پانی میں جو تم

دیدہ دانستہ بہاتے ہو

اور ان بخارات میں جو خود بخود ڈھکنا پرے پھینک کر نکل آتے ہیں۔ زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے تو تم کام اس لئے بھی کرتے ہو کہ لوگ تم کو اچھا سمجھیں مگر جو کام خود بخود ہو جاتا ہے۔ اس میں تصنع اور فریب نہیں ہوتا۔

جنگ بدر میں جب کافر رؤسا کافی تعداد میں مارے گئے۔ تو مکہ میں کوئی ایسا خاندان نہ رہا۔ کہ جس کا کوئی نہ کوئی لیڈر یا رئیس مارا نہ گیا ہو مکہ کے لوگ ڈرے۔ کہ اگر یہ خبر عرب میں پھیل گئی تو ان کا

وقار قائم نہیں رہیگا

انہوں نے واپس جاتے ہی یہ فیصلہ کیا کہ کوئی شخص اپنے مرنے والے رشتہ دار پر ماتم نہ کرے۔ اور نہ بین ڈالے۔ تاکہ جب لوگ باہر سے آئیں۔ تو وہ یہ محسوس نہ کر سکیں کہ انہیں کوئی صدمہ پہنچا ہے۔ لیکن دلوں میں تو آگ لگی ہوئی تھی کسی کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ جنگ بدر میں مارا گیا۔ کسی کے دو ہی بیٹے تھے اور وہ مارے گئے۔ اور پھر ان کی موت پر آنسو بہانے کا بھی حکم نہیں تھا بلکہ ماتم کرنے والے کے لئے ۱۰۰ اونٹ کی سزا مقرر تھی۔ ایک اونٹ کی قیمت اس زمانہ کے لحاظ سے اگر تیس روپے بھی فرض کر لی جائے تو ایک سو اونٹ کی قیمت تین ہزار روپے ہو جاتی ہے۔ جو اس وقت کے لحاظ سے ایک بڑی رقم تھی سب لوگ اپنا جوش دبائے بیٹھے تھے۔ ایک رئیس جس کے دو بیٹے مارے گئے تھے۔ وہ سارا دن اندر بیٹھا روتا رہتا تھا۔ لیکن عرب میں چونکہ بین ڈالنے کا رواج تھا۔ اس لئے

اس کی آگ بجھتی نہیں تھی

وہ سمجھتا تھا۔ کہ میں اکیلا رو رہا ہوں اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص بھی میرا ساتھ نہیں دیتا۔ کیا میرے بچے اتنے ہی ذلیل تھے کہ آج ان پر میرے سوا اور کوئی نہیں روتا۔ روتے روتے اس کی بینائی بھی جاتی رہی۔ ایک دن کسی شخص کا اونٹ مر گیا وہ غریب آدمی تھا اور وہی اونٹ اس کی جائداد تھی۔ اس لئے

ہودج سر پہ رکھا۔ اور مکہ کی گلیوں میں سے گذرتا ہوا یہ شعر پڑھتا چلا جاتا تھا۔ کہ ہائے میرا اونٹ مر گیا۔ میرا اونٹ کتنا ہی اچھا تھا۔ وہ یہ شعر پڑھتا ہوا اس رئیس کے دروازے کے آگے سے بھی گذرا۔ اس رئیس نے جب یہ آواز سُنی۔ تو اس سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ اور چیخ مار کر کہنے لگا۔ کہ اس شخص کو اپنے اونٹ پر رونے کی اجازت ہے۔ لیکن مجھے ان بیٹوں پر رونے کی اجازت نہیں۔ جو مکہ کی عزت تھے۔ اس کا یہ کہنا تھا۔ کہ تمام عورتیں باہر نکل آئیں۔ اور مکہ میں ایک ماتم برپا ہو گیا۔ تاوان دہیں کا وہیں رہ گیا۔ اور انہوں نے اپنی قوم کے فیصلہ کی کوئی پرواہ نہ کی۔

غرض۔

جو چیز آپ ہی آپ نکل آتی ہے

اس کو روکا نہیں جا سکتا۔ لیکن جو نکالی جاتی ہے۔ وہ روکی جا سکتی ہے۔ تم ایک انجن کی آگ کو اونچا نیچا کر سکتے ہو لیکن ایک آتش فشاں پہاڑ کی آگ کو دبانا تمہارے بس کی بات نہیں۔ تم چھڑکاؤ کرتے وقت مشک کے پانی کو اونچا نیچا کر سکتے ہو۔ لیکن بادلوں سے گرنے والے پانی کو تم تھام نہیں سکتے۔ تم پنکھے کی ہوا کو اونچا نیچا کر سکتے ہو۔ مگر چلتے ہوئے طوفانوں کو قابو میں نہیں لا سکتے۔ جو جوش خود بخود نکلتا ہے۔ وہ ایسا طوفان ہے جو بند نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ایسی آگ ہے۔ جس کو کوئی شخص دبا نہیں سکتا۔ وہ ایسی بارش ہے۔ جس کو تھاما نہیں جا سکتا۔ اور

یہی وہ تحفہ ہے

جو انسان خدا تعالیٰ کو دے سکتا ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے ـ وہ تو ایک سودے کی چیز ہے۔ اور کیا ہی بے شرمی ہے۔ کہ ہم اس کا نام تحفہ رکھیں۔ پھر سودے میں بھی ہم پوری قیمت ادا نہیں کرتے۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ کا پلہ بھاری ہوتا ہے۔ انسان کہتا تو ہے کہ میں نے قیمت ادا کر دی۔ لیکن دنیا بہت قلیل رقم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ زبان نہیں کھولتا۔ وہ اسے یاد نہیں کراتا۔ جس طرح لوگ سلائی کی مشینیں قسطوں پر لے لیتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کو اپنی جنت قسطوں پر دے رکھی ہے۔ لیکن انسانوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو پوری اقساط ادا کر کے مرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی یہ نہیں کہتا۔ کہ چونکہ تم نے پوری قسطیں ادا نہیں کی تھیں۔ اس لئے میں تمہیں جنت کیسے دوں۔

اُس کا یہ احسان ہے

کہ وہ بغیر اقساط ادا کئے اپنے بندوں کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور انسان کی یہ بے شرمی ہے کہ وہ کہے۔ کہ یہ میرا تحفہ ہے۔ تحفہ کیا۔ اس نے تو پوری قیمت بھی ادا نہیں کی۔ تحفہ وہ عشق اور آگ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کو وہ بطور تحفہ پیش کرتا ہے۔ وہی اس بات کا مستحق ہے۔ کہ اسے خدا تعالیٰ کی محبت کا حقدار سمجھا جائے۔

دنیا میں

ہر خوشی کے موقع پر

غمگین آدمی کے دل میں ایک ٹیس اُٹھتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شادی ہو رہی ہو۔ لوگ اکٹھے ہوں کہ ایک دوسرے کو گلے مل رہے ہوں۔ تو یہ نظارہ دیکھ کر ایک عورت جس کا بیٹا یا بھائی گم ہو گیا ہو رو پڑتی ہے۔ اور اسے اپنا گم شدہ بھائی یا بیٹا یاد آجاتا ہے۔ وہ خیال کرتی ہے کہ کاش میرا بھی بھائی یا بیٹا موجود ہوتا۔ تو میں بھی اس سے گلے ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری شریعت میں ہر خوشی کے موقعہ پر خدا تعالیٰ نے نماز مقرر کر دی ہے۔ جمعہ کا دن چھٹی کا ہوتا ہے۔ اس دن اجتماعی نماز رکھدی۔ جمعہ کی نماز میں اگرچہ دو رکعت فرض ہی ہوتے ہیں۔ مگر اس کی تیاری میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے اور نماز ظہر کی نسبت جمعہ کی نماز کے لئے قربانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ پھر

عیدیں آتی ہیں

ان میں بھی خدا تعالیٰ نے نماز مقرر کر دی۔ جس میں اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ اگر تمہارے دل میں خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور عشق ہے۔ تو جب ایک دولت والا دوست سے ملے گا۔ یا اس سے مصافحہ یا معانقہ کرے گا تو اس کے اندر ایک ٹیس بھی اٹھے گی۔ کہ میں زید اور بکر اور خالد کو تو مل رہا ہوں۔ مگر افسوس کہ میں اپنے اصل مقصود کو جو خدا تعالیٰ

ہے نہیں مل رہا۔ پس عشق کے ہوتے ہوئے۔

خوشی کی کوئی تقریب ایسی نہیں ہوتی

جو غم نہ بن جائے۔ عشق کے ہوتے ہوئے خوشی کی تقریب کا غم نہ بن جانا ایک ناممکن امر ہے جس ماں کا بچہ گم گیا ہو۔ ہر نیا بچہ جو اس کے ہاں پیدا ہوتا ہے اسے دیکھ کر وہ رو پڑتی ہے اس کے خواہ دس بچے بھی ہو جائیں اس کی تسلی نہیں ہوتی۔ جب پوچھو کہ تمہارے ہاں دسواں بچہ پیدا ہوا ہے۔ کیا اب بھی تم روتی ہو۔ تو وہ کہے گی۔ مجھے اپنا گم شدہ بچہ یاد آگیا تھا

حضرت یعقوب علیہ السلام

کے بارہ بیٹے تھے مگر جب تک یوسف نہیں ملا۔ ان کے گیارہ بیٹے زیادہ خوشیاں نہیں تھیں۔ بلکہ ان کے لئے ایک رنگ میں غم کا باعث تھے۔ وہ باری باری جب انہیں نظر آتے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آجاتے اور ان کا دل غم سے بھر جاتا اور ان کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے کیونکہ گمشدہ بچہ ہمیشہ یاد آتا ہے لیکن مرنے والا یاد نہیں آتا۔ مرنے والے پر چند دن رو کر انسان چپ کر جاتا ہے۔ لیکن کھویا ہوا بچہ ساری عمر یاد آتا رہتا ہے۔ گذشتہ فسادات میں جن ماؤں کے بچے اِدھر اُدھر رہ گئے تھے۔ ان میں سے بعض میرے پاس دعا کے لئے آتی ہیں تو ان کے یہی الفاظ ہوتے ہیں۔ کہ دعا کریں۔ یا تو اس کا پتہ لگ جائے کہ وہ کہاں ہے اور یا یہ پتہ لگ جائے کہ وہ مر گیا ہے اگر مر گیا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ اُس کا واسطہ ہو جائے گا

غرض جب کوئی محبوب چھپا ہوا ہو۔ تو خوشی کی تقریب بھی غم بن جاتی ہے۔ اگر

خدا تعالیٰ کی محبت

دل میں موجود ہے۔ تو بندے کی بھی یہی حالت ہونی چاہیئے۔ اسی لئے اس خوشی کے موقعہ پر خدا تعالیٰ نے نماز رکھدی۔ جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہم خوشی منا رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اصل خوشی حاصل نہیں اس لئے آؤ۔ اب ہم کچھ رو بھی لیں اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کر لیں۔ کیونکہ بعض دفعہ اس طرح بھی انسان کے اندر روحانیت پیدا ہو جاتی ہے

یوم مسیح موعود کی تقریب پر الفضل کا خاص نمبر

مورخہ ۲۳ مارچ کو یوم مسیح موعود کی مبارک تقریب ہے اس موقعہ پر حسب معمول الفضل کا خاص نمبر شائع ہوگا۔ جو انشاءاللہ نہایت اہم اور قیمتی مضامین پر مشتمل ہوگا بزرگان سلسلہ۔ علمائے کرام اور دیگر صاحب قلم اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اس نمبر کیلئے اپنے قیمتی مضامین جلد سے جلد ارسال فرمائیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء (ادارہ)

درخواست دعا

میرا آٹھ سالہ بچہ اس لحاظ سے معذور ہے کہ نہ وہ از خود کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ نہ بولتا ہے۔ عقل فہم اور شعور سے عاری ہے بڑے بڑے ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں۔ لیکن ہمارا خدا تعالیٰ مطلق ہے دوستوں کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ اس معذور بچے کی صحت کاملہ کے خاص دعا فرمائیں۔

ملک عبدالوحید سیکشن سپلائی آفیسر

گنج مغلپورہ میں

نماز عید

عیدالفطر کی نماز حلقہ مغلپورہ گنج میں نو بجے (۹) صبح ٹھیک شروع ہو جائے گی۔ نماز پہلی جگہ ہی ہوگی۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔

(جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ)

عید الفطر کے احکام

(۱)

عید ایک انعام ہے جو رمضان المبارک کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے اس ماہ نیکی و ریاضت کی توفیق پانے پر خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں اور اسلامی روح کے مطابق اس کے اظہار کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاتے اور نفل ادا کرتے ہیں

چونکہ یہ دن اسلامی سال کے باقی دنوں سے ممتاز ہے اور اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندے کے ظاہر پر بھی ہو اور اما بنعمۃ ربک فحدث کا بھی یہی منشا ہے۔ اس لئے اس دن حتی الامکان عام دنوں کی نسبت ظاہر کا بھی زیادہ اہتمام ضروری ہے اور جس طرح دوسرے اجتماعات جمعہ وغیرہ کے لئے اسلام کا حکم ہے اس دن بھی نہا دھو کر صاف ستھرے اور اجلے کپڑے پہننے چاہئیں اور خوشبو وغیرہ لگانی چاہئے۔ اس لئے نہ صرف ظاہر و باطن میں موافقت پیدا ہوگی مفید اور بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ اسلامی اجتماع کا ایک خاص اثر اور رعب بھی قائم ہوتا ہے

اگر کسی دوست کو یہ سامان میسر نہ ہو تو اس کے دوستوں اور ہمسایوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے اور ایسا انتظام کرنا چاہئے جس سے ایسا شخص اپنے ظاہر کی آراستگی کا سامان کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ عورتوں کو نماز عید کے لئے جانے کی تلقین فرمائی تو ایک عورت نے عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر وہ نہ جا سکے تو کوئی حرج تو نہیں۔ تو حضور نے فرمایا لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا فلیشھدن الخیر کہ اس کی کوئی سہیلی اس کے لئے اوڑھنی کا انتظام کردے تاکہ وہ بھی نیکی کے کام میں شریک ہو سکے۔

(۲)

بعض لوگ غلط فہمی کی بناء پر عید کے دن بھی کم از کم عید کی نماز تک روزہ رکھتے ہیں اور کچھ نہیں کھاتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق اس کے بالکل خلاف تھا۔ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اس دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ عید تو ہے ہی اس لئے کہ اس دن روزے ختم ہوتے ہیں۔ اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے قبل ضرور کچھ نہ کچھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور کھجوریں استعمال فرمایا کرتے تھے جو تعداد میں طاق ہوا کرتی تھیں۔ بے شک اس حدیث کا منشاء یہ نہیں کہ اس موقعہ پر صرف کھجوریں ہی کھائی جائیں۔ اور وہ بھی طاق تعداد میں اور اس کے علاوہ کوئی اور چیز استعمال نہ کی جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں حضور کے اس عمل کی لفظاً لفظاً بھی پیروی کرے اور عام اشیاء کے علاوہ خاص طور پر کھجوریں ہی استعمال کرے تو یقیناً یہ چیز بھی عشق اور محبت کی ایک دلیل ہوگی۔

(۳)

جس طرح پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے اس قسم کے اجتماعات سے ایک فائدہ اسلامی سوسائٹی اور اسلامی معاشرہ کا ایک خاص اثر قائم کرنا بھی ہوتا ہے اس لئے عید کی تمام تقریب اس طرز پر ادا ہونی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی رضا کے علاوہ یہ چیز بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔ کہ آپؐ کھلے میدان میں نماز پڑھا کرتے تھے اور وہاں تک پیدل جایا کرتے تھے۔ اور پھر جس راستہ سے تشریف لے جاتے تھے آتے وقت کوئی اور راستہ اختیار فرماتے۔

اسی طرح آپؐ کا اور آپؐ کے صحابہؓ کا طریق تھا کہ عید کی نماز کو جاتے وقت راستہ میں بلند آواز سے یہ تکبیر پڑھتے جاتے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

(۴)

عورتوں کو بھی ایسے اجتماعات میں ضرور لے کر جانا چاہئے۔ اس طرح نہ صرف عورتوں کی تربیت مقصود ہے۔ بلکہ ایک غرض یہ بھی ہے کہ اسلامی سوسائٹی کے تمام افراد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ جذب کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

(۵)

عید اور اسی قسم کے اجتماعات میں دوسروں کے آرام کا بہت خیال رکھنا چاہئے آنے جانے وقت یا نماز کے وقت ہجوم میں کسی دوسرے کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگر کوئی ضرورت نہ ہو تو ایسی اشیاء جن سے کسی وقت بھی کسی دوسرے شخص کو کسی قسم کی تکلیف یا نقصان کا احتمال ہو ساتھ نہیں لے جانی چاہئیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ما یکرہ من حمل السلاح فی العید کا باب باندھ کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(۶)

صدقۃ الفطر کے علاوہ بھی عید کے موقعہ پر صدقہ و خیرات کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلقین فرمائی ہے۔ عید کے موقعہ پر ایک دفعہ آپؐ نے عورتوں میں خاص طور پر چندہ کی تحریک فرمائی تو عورتوں نے اپنے زیور اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر بھر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی غرض کے لئے "عید فنڈ" قائم فرمایا تھا جس میں جماعت کے ہر کمانے والے فرد کو کم از کم ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ادا کرنے کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک جماعت اسے ادا کرتی چلی آرہی ہے۔ یہ رقم صدقۃ الفطر کے علاوہ ہوتی ہے۔ اور مرکز میں بھجوائی جاتی ہے۔

(۷)

چونکہ یہ خوشی کا دن ہے اس لئے زائد عبادت کے علاوہ اگر اس دن اپنے اپنے ملک اور علاقہ کے رواج کے مطابق جس کی شریعت اجازت دیتی ہو۔ خوشی کا کوئی اور طریق اختیار کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حضور کے زمانہ میں عید کے موقعہ پر بعض حبشیوں نے تلنگے وغیرہ کے کھیلوں کا مظاہرہ کیا تو حضور نے بھی اسے ملاحظہ فرمایا۔ ہمارے ملک میں بھی کھیلوں اور دعوتوں وغیرہ کا رواج ہے۔

(۸)

عید الفطر کی نماز کا وقت سورج نکلنے سے کچھ دیر بعد سے لے کر زوال تک ہے اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی خطبہ شروع میں پڑھنے کی بجائے آخر میں پڑھا جاتا ہے چونکہ خطبہ بھی نماز کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے اس لئے مقتدیوں کو خطبہ سنے بغیر نہیں جانا چاہئے۔

اس نماز کی دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ جن میں عام تکبیروں کے علاوہ بارہ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ۔ جو ثناء تعوذ کے بعد اور قراءت سے قبل کہی جاتی ہیں۔ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں یا کندھوں تک لا کر کھلے چھوڑ دینا چاہئے (گو باندھ لینا بھی جائز ہے) اور آخر میں تکبیر پر ہاتھ باندھ لینا چاہئے

(۹)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید کے لئے جاتے اور آتے وقت بلند آواز سے تکبیریں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

زینوا اعیادکم بالتکبیر

یعنی اے مومنو! اپنی عیدوں کو تکبیروں سے مزین کرو۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر
لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
اللہ اکبر وللہ الحمد

درخواستہائے دعا

(۱) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے باغات آم ناصر آباد۔ محمود آباد فارمز میں بور بہت اچھا نکلا ہوا ہے۔ احباب جماعت سے باغات کے پھلوں اور دیگر فصل کے ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہنے اور صحیح سالم پکنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ کیونکہ اس سال اس علاقہ میں برسات اور ٹڈی سے خریف اور ربیع کی دونوں فصلوں کو بہت نقصان پہنچ چکا ہے۔

(سینئر انچارج ایم این سنڈیکیٹ محمود آباد فارم)

(۲) میری دو بچیوں کو ٹائیفائڈ کا دوبارہ حملہ ہو گیا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان ان کی کامل شفا یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد شریف معلم وقف جدید نوکوٹ ضلع تھرپارکر)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

نئے آئین کے بارہ میں صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی نشری تقریر کا متن

(۲)

صدر کی ملک سے غیر حاضری یا عہدے سے برطرفی یا اچانک موت کی صورت میں قومی اسمبلی کا اسپیکر صدر کے فرائض سنبھالے گا۔ یہ روایت قائم کی جائے گی کہ اگر صدر مغربی پاکستان سے ہو تو سپیکر مشرقی پاکستان سے ہو یا اس کے برعکس۔

صدر یکے بعد دیگرے صرف دو میعادوں کے لئے منتخب کیا جا سکے گا۔ جب تک کہ اسے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین اپنے مشترکہ اجلاس میں خاص طور پر تیسری دفعہ منتخب کرنے کی اجازت نہ دیں۔ انہی اداروں کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ صدارت کے سب امیدواروں کی جانچ پڑتال کریں اور محدودے چند امیدواروں کو انتخاب لڑنے کی اجازت دیں تاکہ صحیح قسم کا امیدوار ہی کامیاب ہو سکے۔

قومی اسمبلی

قومی اسمبلی ۱۵۰ عام اراکین پر مشتمل ہوگی۔ ہر صوبے سے پچھتر پچھتر اراکین ہوں گے۔ ان کا انتخاب بنیادی جمہوریتوں کے اراکین کریں گے اس کے علاوہ اسمبلی میں چھ نشستیں خاص طور پر عورتوں کے لئے ریزرو ہوں گی۔ یعنی ہر صوبے سے تین تین۔ ان خواتین کا انتخاب صوبائی اسمبلیاں کریں گی۔ یہ طریقہ اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ خواتین کو وسیع انتخابی حلقوں کے دوروں کی زحمت سے بچایا جائے۔ اس کے علاوہ اگر خواتین چاہیں تو وہ عام نشستوں کے انتخاب بھی لڑ سکتی ہیں۔

قومی اسمبلی قانون کا سرچشمہ ہوگی۔

سابقہ منظور شدہ بجٹ میں کوئی تبدیلی صدر کی اجازت کے بغیر نہ ہو سکے گی۔ اور کوئی نیا ٹیکس قومی اسمبلی کی رضامندی کے بغیر نہ لگایا جا سکے گا۔ دستور میں یہ انتظامات اس لئے رکھے گئے ہیں کہ صدر اور اسمبلی کے درمیان تصادم کے امکانات کم ہو جائیں۔ انتظامیہ میں تعطل پیدا نہ ہو۔ اور زیر عمل منصوبوں پر کام جاری رہے۔ اس فیصلہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ نظم و نسق کی تمام ذمہ داری صدر پر ہے اور اس سلسلے میں انجام کار وہی ملک کے سامنے جواب دہ ہے۔ چنانچہ بجٹ کا جو حصہ نظم و نسق سے متعلق ہے۔ وہ صدر کے اختیار میں ہونا لازمی ہے۔ دوسری طرف نئے ٹیکس عوام کو ادا کرنے پڑیں گے۔ اس لئے نئے ٹیکسوں کا اختیار عوام کے نمائندوں یعنی قومی اسمبلی کو ملنا چاہیئے۔

اسمبلی کے اراکین کی بداعمالی کو روکنے کے لئے اسپیکر کو اختیار ہوگا کہ وہ ایسے معاملات کو تادیبی کارروائی کے لئے سپریم کورٹ کے سپرد کر دے

ماضی میں ہمیں سیاسی جماعتوں کا تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ اگر آج انہیں پھر سے ابھرنے کی اجازت دی جائے تو گمان غالب ہے کہ انکا رویہ جوں کا توں رہے گا۔ دوسرے یہ بھی ہے کہ قومی اسمبلی کے اختیارات سنبھالنے تک مارشل لاء کا قیام ناگزیر ہے۔ ان وجوہ کی بناء پر آئندہ انتخابات شخصی خوبی اور لیاقت پر لڑے جائیں گے۔ شخصی خوبی کی کسوٹی یہ ہوگی کہ امیدوار پاکستان اور اس کے نصب العین پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں۔ اس کا ذاتی عمل و کردار اچھا ہے یا برا وہ پاکستان کی ترقی، اتحاد اور استحکام کی تنظیم و تعمیر میں پوری پوری مدد دے گا یا نہیں؟ کسی شخص کی قدر و قیمت پہچاننے کے لئے اس سے بہتر اور کیا معیار ہو سکتا ہے۔ کسی سیاسی جماعت کا منشور بھی اس سے زیادہ اور کیا معیار مقرر کر سکتا ہے؟

سیاسی جماعتیں

ہمارے یہاں سیاسی جماعتوں کی سرگرمیاں عوام میں انتشار پھیلاتی اور تفرقہ بڑھاتی ہیں۔ یہ انتشار ہمارے عوام کو خود غرض اور شورش انگیز لیڈروں کا آلہ کار بنا ڈالتا ہے اور وہ لیڈر ہمارے عوام کو بے دریغ لوٹتے کھسوٹتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ملک کی سیاست کو پارٹیوں کے بغیر چلا سکیں۔ تو یہ چیز ہمارے لئے باعث رحمت ہوگی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اسمبلیوں میں ہم خیال لوگ خود آپس میں متحد ہوں گے۔ لیکن اگر ان گروہوں کا جال اسمبلیوں سے نکل کر سارے ملک میں پھیل جائے تو یہ بات ضرور خطرناک ہوگی۔

بہرکیف اگر یہ تجربہ کسی وجہ سے ناکام ثابت ہو، جس کی مجھے توقع نہیں، تو اس صورت میں جماعتی نظام کو اسمبلی کی منظوری سے از سر نو قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ جماعتیں تعداد میں کم ہوں گی اور دوسرے یہ کہ اسمبلی کی نگرانی کی وجہ سے ان کے پروگرام قومی سطح پر معقول اور مفید ہوں گے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جماعتی نظام کے بغیر امیدواروں اور خاص طور پر صدارت کے امیدواروں کو عوام سے متعارف ہونے میں بڑی دقت پیش آئے گی۔ یہ واقعی ایک قابل غور مسئلہ ہے۔

کافی سوچ بچار کے بعد دستور میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر امیدوار کو اپنے انتخابی ادارے (الیکٹورل کالج) کے سامنے پیش ہونے کی ہر سہولت مملکت کی طرف سے مہیا کی جائے۔

صوبائی گورنر

گورنروں کا تقرر صدر کرے گا اور گورنر دستور کے مطابق صوبوں کے صحیح انتظام کے لئے صدر کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ گورنر بھی صدر کی منظوری کے ساتھ اپنے وزیروں کا تقرر کریں گے۔

گورنر اور ان کے وزیروں کا صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ وہی رشتہ ہوگا جو صدر اور اسکے وزیروں کا قومی اسمبلی کے ساتھ ہے۔ مرکز کی طرح صوبوں میں بھی پارلیمانی سکرٹریوں کا تقرر ہوا کرے گا۔ پارلیمانی سکریٹریوں کی تعداد کسی صورت میں مرکزی اور صوبائی محکموں کی تعداد سے زائد نہ ہوگی تاکہ اس اختیار سے بے جا فائدہ اٹھایا جا سکے

صوبائی اسمبلیاں

ہر اسمبلی ۱۵۰ اراکین پر مشتمل ہوگی۔ مغربی پاکستان کی اسمبلی میں ۴۰ فی صدی اراکین سابق پنجاب اور بہاولپور سے منتخب کئے جائیں گے اور باقی ماندہ ۶۰ فی صد دوسرے علاقوں سے یہ طریقہ دس یا دو پوری انتخابی مدتوں تک قائم رہے گا اس کے علاوہ ہر اسمبلی میں پانچ خواتین رکن ہوں گی۔ ان خواتین کا انتخاب ان کی اپنی اپنی صوبائی اسمبلی کرے گی

عدلیہ

یہ ذمہ داری کہ کوئی ایسا قانون نہ وضع کیا جائے جو بنیادی شخصی حقوق کے منافی ہو قانون سازوں پر عائد کر دی گئی ہے۔ قانون سازوں کے لئے نپے تلے اصول متعین کر دئے گئے ہیں اور ان اصولوں کی پابندی ان پر لازمی قرار دے دی گئی ہے۔ سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ کوئی قانون اسلام کے منافی نہیں بنایا جا سکتا۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ ہر شہری کے ساتھ ہر معاملے میں یکساں برتاؤ کیا جائے گا۔ دستور میں قانون سازی کے لئے ایسے پندرہ اصول وضع کر دئے گئے ہیں۔ اگر مرکز یا صوبائی اسمبلی کو یہ شک ہو کہ کسی مجوزہ قانون کی کوئی شق اسلام کے یا کسی دوسرے اصول کے منافی ہے تو اس کے لئے یہ گنجائش رکھ دی گئی ہے کہ وہ اس معاملے میں اسلامی نصب العین کی مشاورتی کونسل سے مشورہ حاصل کرے یہ کونسل دستور کے تحت قائم کی جائے گی۔ ان تمام اقدامات سے یہ صورت پیدا کر دی گئی ہے کہ عدالتوں کا یہ کام ہوگا کہ وہ ہر قسم کی قانون شکنی کا نوٹس لیں اور اس کا انسداد کریں۔ ہر اس شخص کو جس کے ساتھ قانون کے مطابق برتاؤ نہیں کیا گیا یا جس کے ساتھ قانون کے خلاف برتاؤ کیا گیا ہے قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہوگا۔ خواہ اس کی یہ شکایت کسی پرائیویٹ شخص کے خلاف ہو یا کسی سرکاری ملازم، ایجنسی یا محکمہ کے خلاف۔ کسی عدالت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ کسی قانون کو اصول قانون سازی کے خلاف سمجھ کر اس پر عمل درآمد کرنے سے انکار کر دے کوئی قانون اصول قانون سازی کے خلاف ہے یا نہیں اس کا فیصلہ قانون سازوں کی رائے پر ہے کسی اور کی رائے پر نہیں۔

ان طریقوں سے بنیادی شخصی حقوق کی جس طرح حفاظت کی گئی ہے وہ پرانی روش کی پیچیدگیوں سے پاک ہے پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر قانون کے خلاف عدالت کی طرف رجوع ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اکثر قوانین ہمیشہ شش و پنج کی حالت میں معلق رہتے تھے اور کبھی قطعی صورت اختیار نہ کر پاتے تھے کہا جاتا ہے کہ قانون کو چیلنج کرنے سے شہری حقوق کا تحفظ ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو نتیجہ اسکے برعکس ہی نکلتا ہے۔ عام طور پر کسی قانون کو وہی لوگ چیلنج کرتے ہیں۔ جنہیں ذاتی طور پر اس قانون سے کوئی تکلیف پہنچ رہی ہو اور جو اچھے سے اچھے قانون دانوں کو بڑی بڑی فیسیں دے کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکیں۔ اس طریقہ میں یہ قباحت تھی کہ خواہ کوئی قانون ملک و معاشرے کے لئے کتنا ہی سودمند کیوں نہ ہو لیکن محض ذاتی مفاد کی خاطر اسے عدالت میں چیلنج کر کے معرض التوا میں ڈالا جا سکتا تھا۔ نئے آئین میں اس صورت حال سے نجات حاصل کر لی گئی ہے۔ جو طریقہ کار اب اختیار کیا گیا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جو انگلستان میں رائج ہے۔

عدلیہ کے اندرونی نظم و ضبط کے لئے اس کے خود اپنے قواعد ہوں گے

سرکاری ملازمین کے حقوق

سرکاری ملازمین کے حقوق کا باضابطہ تحفظ کیا گیا ہے۔ موقوفی، برطرفی، عہدے میں تخفیف، تنخواہ، پنشن اور ریٹائرمنٹ کی عمر کے معاملات ہائی کورٹ میں جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہائی کورٹ کا وہی اختیار ہوگا۔ جو پہلے رٹ کا اختیار سماعت کہلاتا تھا۔ دوسرے معاملات مثلاً چھٹی، تبادلہ، ترقی وغیرہ میں فیصلے کا اختیار سرکاری محکمہ کو ہوگا۔ سرکاری ملازم کو کم از کم ایک محکمانہ اپیل دائر کرنے کی اجازت ہوگی۔

اداروں کی تفصیل ختم ہوئی۔ اب میں دستور کے چند خاص پہلوؤں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں تاکہ یہ واضح کر سکوں کہ ہم نے انہیں کس وجہ سے اختیار کیا۔

(باقی)

صداقت احمدیت کے متعلق
تمام جہان کو چیلنج
بزبان اردو و انگریزی
کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندرآباد دکن

سنیاسی دواخانہ ربوہ {کے سالہا سال سے ہزاروں مریضوں پر کامیاب} سنیاسی مجربات
۱ اکسیر جگر ۔ ۲ اکسیر تلی ۔ ۳ اکسیر النساء ۔ ۴ اکسیر اٹھرا ۔ ۵ اکسیر دائمی نزلہ ۔ ۶ اکسیری مرض ۔ ۷ سنیاسی ٹانک
۸ اکسیر سوکھا ۔ ۹ اکسیر کھانسی ۔ ۱۰ اکسیر لوا بیسر ۔ ۱۱ اکسیر چنبل داد ۔ ۱۲ اکسیری چورن ۔ ۱۳ زود جام عشق ۔ ۱۴ کشتہ جات ہر قسم

الجزیرہ میں مسلمانوں کے علاقوں پر خفیہ فوجی تنظیم کے خوفناک حملے

ایک رات میں ۱۳۰ بم پھٹے، متعدد مکانوں، دکانوں اور ہوٹلوں کو نذرِ آتش کر دیا گیا

پیرس ۶ مارچ ۔ خفیہ فرانسیسی فوجی تنظیم نے آئندہ ہفتے الجزائر کے مستقبل کے بارے میں حکومت فرانس اور حکومت آزاد الجزائر میں شروع ہونے والے مذاکرات کو ناکام بنانے کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دی ہے۔ کل صبح شہر الجزیرہ کے اس حصے میں جہاں مسلمان آباد ہیں۔ سینکڑوں بم پھٹے۔ مسلمانوں کے کئی مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ خفیہ فوجی تنظیم کے ارکان نے مسلمانوں کے مکانوں پر فائرنگ بھی کی۔ پولیس نے پلاسٹک بم پھینکنے کے الزام میں اب تک صرف تیرہ یورپی باشندوں کو گرفتار کیا ہے۔

مسلمانوں کی کئی دکانوں اور ہوٹلوں کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ بازاروں میں مسلمانوں کی دکانوں کے ٹوٹے ہوئے سامان کا انبار لگ گیا ہے۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ خفیہ فوجی تنظیم کے ارکان نے یہ اقدام اس مقصد کے لئے کیا ہے کہ مسلمان مشتعل ہو کر مظاہرے شروع کر دیں اور فوج ان پر گولی چلانے پر مجبور ہو جائے۔ خفیہ فوجی تنظیم کا یہ خیال تھا کہ اس سے ایسی بد نظمی پھیلے گی کہ متارکہ جنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

رائٹر کی خبر کے مطابق الجزیرہ میں ایک سو تیس سے زیادہ بم پھٹے۔ بم پھٹنے کے زیادہ تر واقعات صبح ساڑھے چار بجے سے لے کر ساڑھے چھ بجے تک ہوئے قبل ازیں کبھی ایک دن میں اتنی تعداد میں بم نہیں پھٹے۔ سڑکوں کے کنارے کھڑی مسلمانوں کی کاریں بھی تباہ کر دی گئی ہیں۔ دو گھنٹے کے دوران یکے بعد دیگرے بم پھٹنے کے واقعات ہوتے رہے اس کے ساتھ ساتھ مشین گنوں سے فائرنگ کی آواز بھی سنائی دیتی رہی۔ اور ایمبولینس گاڑیوں کے سائرنوں کی آواز بھی گونجتی رہی۔ بم پھٹنے کے زیادہ تر واقعات اس علاقے میں ہوئے جہاں مسلمان اور یورپی دونوں آباد ہیں۔ یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ خفیہ فوجی تنظیم ان علاقوں سے مسلمانوں کو نکالنا چاہتی ہے۔

پولیس نے بتایا ہے کہ بم پھٹنے سے دس افراد زخمی ہوئے ہیں لیکن املاک کو بھاری نقصان پہنچا ہے فوج نے پندرہ بموں کو پھٹنے سے پیشتر ہی بیکار بنا دیا۔

لندن کی ایک خبر کے مطابق اخبار "دی ٹائمز" نے لکھا ہے کہ الجزیرہ میں خفیہ فرانسیسی فوجی تنظیم نے بارہ اطالوی اخبار نویسوں کو ہلاک کرنے کی جو دھمکی دی ہے۔ وہ نازیوں اور فاشیوں کے ریکارڈ سے بھی بدترین ہے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں!

اکسیر پائیوریا

مسوڑھوں سے خون اور پیپ کا آنا (پائیوریا) دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں کی میل اور منہ کی بو دور کرنے کے لئے بے حد مفید ہے۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ پچیس پیسے

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گول بازار ربوہ

درخواستِ دعا

آج کل کاروباری مشکلات درپیش ہیں احباب جماعت خصوصاً صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام و درویشان قادیان سے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(محمود احمد بشیر جھنگ صدر)

طفل آزار

بچوں کی امراض میں ایک روزمرہ کی نہایت مفید دوا۔
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔
شفاء ہومیو لیبارٹریز ۔ ربوہ

ادویات برائے حیوانات

(۱) "اکسیر اپھارہ" شفتل اور برسیم وغیرہ قسم کے چارہ سے جانوروں کو جو خوفناک اور مہلک اپھارہ ہو جاتا ہے اس دواء کے ایک پیکٹ سے بفضلہ تعالیٰ پندرہ منٹ کے اندر اندر یہ اپھارہ غائب ہو جاتا ہے۔ قیمت فی پیکٹ ۷۵ پیسے فی درجن ۶ روپے۔

(۲) "اکسیر منہ کھر" جانوروں کے منہ اور پاؤں پکنے کی کامیاب دواء۔ قیمت فی پیکٹ ۷۵ پیسے فی درجن ۶ روپے۔

(۳) "اکسیر گل گھوٹو" جانوروں کے خناق کا بہترین علاج۔ فی کورس (۴ پیکٹ) ۱ روپے ۵۰ پیسے فی درجن ۱۲ روپے۔

(۴) "اکسیر کنار" بدہضمی۔ دلکشی اور چارہ کم کھانے والے جانوروں کے لئے اکسیر ہے۔ کمزور جانوروں کو موٹا کرتی ہے۔ فی پیکٹ ۱ روپے ۵۰ پیسے فی درجن بارہ ۱۲ روپے۔

(۵) "تریاق زہرباد" سرخباد کے لئے تریاق ہے۔ فی پیکٹ ۷۵ پیسے فی درجن ۶ روپے

ہر دواء کے چوبیس ۲۴ یا اس سے زیادہ پیکٹ منگوانے پر خرچ ڈاک و پیکنگ بذمہ کمپنی

تفصیلات کے لئے کارڈ لکھیں

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی (شعبہ حیوانات) ربوہ

ضرورت

اگر آپ کو نئی لمیٹڈ کمپنی بنوانے کی ضرورت ہو تو

ہمارے دیرینہ تجربہ اور صحیح علم سے فائدہ اٹھائیں۔ تاکہ آپ غیر ضروری اخراجات بلاوجہ وقت اور غیر معمولی تاخیر سے محفوظ رہیں۔ فوری ضرورت کے وقت ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۰۸ کے ذریعہ رابطہ پیدا کر سکتے ہیں۔

انشاء اللہ خاں اینڈ کو، آڈیٹر ان ہتھارنٹن روڈ رتن باغ لاہور

مفت

ہومیو پیتھی سیکھ کر ملک اور قوم کی خدمت کریں۔ جوابی کارڈ آنا ضروری ہے۔
ادارہ ہومیو پیتھی دھوریہ (کھاریاں) گجرات

حافظ آباد میں

ہماری مشہور عالم دواء

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اور ہماری دوسری دوائیں

ناصر میڈیکل ہال مین بازار حافظ آباد

سے مقررہ قیمتوں پر حاصل کی جا سکتی ہیں۔

حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

خوبصورت آنکھوں کے لئے خوبصورت تحفے

سرمہ نور

آنکھوں کی صفائی۔ نظر کی تیزی اور آنکھ کی ہر قسم کی بیماری کے لئے بے نظیر۔
چھوٹی شیشی آٹھ آنے۔ بڑی شیشی ایک روپیہ

نور کاجل

آنکھوں کو خوبصورت۔ دلکش اور جاذب نظر بناتا ہے۔ بچوں کی معصوم آنکھوں کیلئے پیاری شے۔
فی شیشی آٹھ آنے۔ بڑی شیشی ایک روپیہ

نور دواخانہ ۔ آبادی اچھرہ سنگھ ۔ گوجرانوالہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

ہمدرد نسواں (حبوب اٹھراء) مرض اٹھراء کی بے نظیر دواء مکمل کورس انیس ۱۹ روپے ۔ دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ